بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

افسوس ہے ہماری بزم احباب کی ایک شمع دل فروز اٹھ گئی یعنی مولانا یعقوب الرحمن صاحب عثمانی نے ۴۵ سال کی عمر میں ۱ار فروری کو اپنے وطن دیوبند میں انتقال کیا مرحوم دیوبند کے عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور اس تقریب سے مولانا مفتی عزیز الرحمن اور حضرت الاستاذ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہما کے بھتیجے تھے ذہانت و فطانت ان کا خاندانی ورثہ اور علم و ادب کے ساتھ لگاؤ ان کا آبائی ترکہ تھا اسلامی علوم و فنون کی تکمیل دار العلوم دیوبند میں کی اور ہمیشہ اپنی جماعت میں ممتاز رہے فراغت کے بعد دو ایک سال یہیں معین المدرس رہے اور پھر حیدر آباد چلے گئے جہاں پہلے عرصہ تک ورنگل کالج میں پروفیسر رہے اور اس کے بعد جامعہ عثمانیہ میں شعبۂ دینیات کے استاذ ہو گئے آخر ایک سال ہوا کہ یہیں سے پنشن لے کر وطن مالوف میں آ بسے عمائد دار العلوم دیوبند نے مرحوم کی اہلیتوں اور صلاحیتوں کے پیش نظر ان کو جمعیۃ طلبائے دار العلوم کا نگراں کار مقرر کر دیا - اس عہدہ پر کام کرتے ہوئے ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے کہ اجل کا پیام آپہنچا

قدرت نے مرحوم کو گوناگوں صلاحیتوں اور قابلیتوں سے نوازا تھا حسن تقریر و خطابت کا جوہر ان میں فطری تھا اور طالب علمی کے دور میں بھی مسلسل مشق و تمرین کے ذریعہ انھوں نے اس میں اتنا کمال پیدا کر لیا تھا کہ تحریک خلافت کے سلسلہ میں ملک کے مختلف گوشوں میں جو جلسے ہوتے تھے ان میں دار العلوم دیوبند کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کرتے اور حاضرین سے حسن خطابت کی داد لیتے تھے اردو میں شعر بھی کہتے ، و تالیف کا ذوق بھی رکھتے تھے - نئی معلومات کو خوش اسلوبی کے ساتھ پیش کرنے کا بہت لام اقبال کے والہ و شیدا تھے اور حیدر آباد کے زمانۂ قیام میں بعض خاص خاص ارباب ذوق یر طلباء کو باقاعدہ اس کا درس بھی دیتے تھے ان سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن مجید کے ساتھ مرحوم کو بڑا شغف تھا - مختلف تفسیریں ہمیشہ ان کے مطالعہ میں رہتی تھیں اور خود بھی اکثر قرآنی حقائق پر غور و فکر کرتے

اور ان کا مذاکرہ رکھتے تھے ! اسی شغف کا نتیجہ تھا کہ فرائض ملازمت کے علاوہ پرائیویٹ طریقہ سے محلہ کی مسجد میں قرآن مجید کا درس دیتے تھے دیوبند آنے کے بعد ان کی صحت بہت مضمحل ہو گئی تھی لیکن یہاں بھی پابندی اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ انھوں نے اس مشغلۂ مقدسہ کو جاری رکھا درس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ محلہ اور آس پاس کے مسلمان مرد اور عورتیں بڑے اہتمام کے ساتھ شریک ہوتے اور فیض حاصل کرتے تھے۔ غالباً ان کا پروگرام قرآن مجید کی ایک مکمل تفسیر لکھنے کا بھی تھا اور اس کے لئے انھوں نے دیوبند میں ایک مستقل ادارہ قائم بھی کیا تھا اور اس سلسلہ میں فیض الرحمٰن کے نام سے ایک کتاب شائع بھی کر چکے تھے۔ جس پر مختلف اخبارات اور رسائل میں بہت اچھا اظہار رائے کیا گیا ہے

اخلاق وعادات کے لحاظ سے وہ ایک گل سدا بہار تھے اخلاص ووفا کا پیکر اور محبت ومروت کی تصویر تھے دوستوں کی محفل کی رونق اور چشم آشناؤں کی بزم کی زینت تھے سانولا سلونا رنگ متوسط قد وقامت۔ بڑی بڑی اور خمار آگیں آنکھیں۔ خندہ جبیں و لعل شکریں جس سے جو تعلق اور رابطہ تھا اسے دم کے ساتھ نباہتے تھے باتیں کرتے تو پھول جھڑتے تھے کسی مسئلہ پر تقریر کرتے تو موتی بکھرتے تھے ہر بات میں ایک آن اور ہر آن میں ایک نئی شان تھی مزاج میں لطافت اور طبیعت میں نفاست پسندی تھی۔ خوش خوراک و خوش لباس تھے معاشی زندگی کے امروز میں فکر فردا سے بے نیاز رہتے تھے اور اس اعتبار سے وہ ہو بہو اس شعر کے مصداق تھے۔

غم زندگی - رم زندگی - سم زندگی - دم زندگی   غم رم نہ کر سم غم نہ کھا کہ یہی ہے شان قلندری !!

اور یہی وجہ ہے کہ عمر بھر متوسط درجہ کی خوشحال زندگی بسر کرنے کے باوجود اب وہ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں تو اس طرح کہ ان کی بیوہ اور ان کے بچوں کے لئے بظاہر کوئی وسیلۂ معاش نہیں ہے حق تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں صلحا و ابرار کا مقام جلیل عطا فرمائے اور اپنی شان کریمی و رحیمی کے طفیل پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق اور ان کی مشکلات کو آسان فرمائے۔ آمین!